Department of Islamic Studies 18/06/ 2021 Paper MIS-103
M.A. Islamic Studies Semester- I Time: 12: to 01:
Topic: Tahqiq-e- Hadith ka Darayati Meyar .
Dr Mohd Akram Raza

تحقیقِ حدیث کادرایتی معیار

حدیث کے ثبوت واستناد کے لیے جہاں نقدِ رجال یعنی راویانِ حدیث کا ثقہ اور عادل ہونا ضروری ہوتا ہے وہیں اس کا بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ درایتِ متن یعنی حدیث معارضہ، نسخ یا علت خفیہ وغیرہ سے محفوظ ہے یا نہیں؛ کیونکہ یہ دونوں چیزیں حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہوتی ہیں، قرآنِ کریم کی آیت: ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق و تفتیش کرو، مبادا تم نادانی میں کسی قوم پر چڑھ دوڑو اور اپنے کیئے پر نادم ہوجاؤ۔ (الحجرات: ٦) اس آیت سے راوی کا عادل اور راست گو ہونے کی تحقیق کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے، اس ذمہ داری کو طبقۂ محدثین نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

اور آیتِ کریمہ ہے: ترجمہ: یقیناً تم نے اسے سنا تھا تو یہ کیوں نہ کہہ دیا تھا کہ ہمارے لیے زیب نہیں دیتا کہ ہم اس حوالے سے بات کریں، تیری ذات پاک ہے یہ تو بہتانِ عظیم ہے۔ (النور: ١٦) اس آیت میں روایت شدہ مضمون کی اندرونی حالت کی تحقیق کرنے کا حکم ہے، کیا یہ روایت شانِ نبوت یا مزاجِ شریعت سے میل بھی کھاتی ہے یا نہیں؟ اس ذمہ داری کو فقہائے امت نے انجام دیا۔ درایتِ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کے وضع کردہ اصولِ روایت پر حدیثوں کو پرکھ لیے جانے کے بعد مقبول احادیث کے معنی مرادی تک پہنچنے کی کوشش کرنا غیر مقبول کے خارجی مؤیدات تلاش کرکے اس کا مقبول ہونا معلوم کرنا، اس سلسلہ میں جو علوم درکار ہوں انہیں استعمال کرتے ہوئے حدیث کے قابل عمل یا ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کرنا؛ پھر عقیدہ وعمل کے باب میں اس کے ساتھ مناسب معاملہ کرنا۔

۱۔مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو تہمت لگائی گئی وہ حرمِ نبوی کے بالکل شایانِ شان نہیں تھی؛کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی کی نکاح میں معاذاللہ کوئی غلط کار فاحشہ عورت ہو،قرآن کہتا ہے اس بات کو سنتے ہی فوراً اس کا انکار کر دیتے؛خواہ اس کا بیان کرنے والا کتنا ہی ثقہ اور بااعتماد شخص کیوں نہ ہو؛ معلوم ہوا کہ کسی بات کا بیان کرنے والا اگر ثقہ و بااعتبار ہو اور وہ کوئی ایسی بات بیان کرے جو عقلاً و شرعاً محال ہو تو یہ بات اب بھی غیر مقبول ہی ہو گی۔

۲۔وجوب درایت یعنی اصولِ درایت پر حدیث کو پرکھ کر اس کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کو معلوم کرنا ازبس ضروری ہے،اس کی دوسری دلیل حضرت ابو حمید وابو اسید رضی اللہ عنہم سے منقول یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: اگر تم کو میرے حوالے سے کوئی حدیث پہونچے جس کو تمہارے قلوب اوپری اور انوکھی نہ جانیں؛نیز اس حدیث کے مضمون سے تمہارے بال وکھال نرم ہو جائیں(یعنی وہ تمہارے ظاہر کو متاثر کرے) اور وہ حدیث تمہارے دین سے تمھیں قریب نظر آئے تو میں اس حدیث کے بولنے کا زیادہ مستحق ہوں اور اگر معاملہ بر عکس ہو تو ایسی حدیث کے صدور سے میں زیادہ بعید ہوں(یعنی وہ میری حدیث نہیں ہوسکتی)۔(مسند احمد بن حنبل، مسند المکیین، حدیث أبي أسید الساعديؓ،حدیث نمبر: ۱۶۱۰۲، صفحہ نمبر: ۳/۴۹۷،شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة،القاهرة)حافظ ابن کثیر(۷۷۴ھ) نے اپنی تفسیر میں اسے جید الاسناد کہا ہے۔(تفسیر ابنِ کثیر: ۲/۲۸۸،شاملہ،الناشر:دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الثانية ۱۴۲۰ھ)یعنی نبی کریم ﷺ نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جو مزاج شناسِ نبوت تھے ان کو درایتِ حدیث(متن حدیث کو پرکھنے) کی ترغیب دی؛خواہ اس کا روایت کرنے والا ثقہ اور پر اعتماد کیوں نہ ہو۔